رجسٹرڈ نمبر ۔۔۔ ایل ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیماں خوشتر ۔۔۔ خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر پادشاہی میکرد ۔۔۔ می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

کاکوری اخبار

ہفتہ وار

سالانہ چندہ ۳ؔ

جلد ۷ | کاکوری، چہار شنبہ یکم مئی سنہ ۴۰ء مطابق ۲۲ ربیع الاول ۵۹ھ | نمبر ۱

ادبیات

نعت

(از عالیجناب خان بہادر منشی تاج الدین حسین صاحب مرحوم مغفور)

(۱)
کیا وصف میں کروں ترا فخر ابو البشر ۔۔۔ ہر شے سے تو ہے خیر پیمبر بزرگ تر
حال دل ہو کیا میں کہوں تیری شان میں ۔۔۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
(۲)
خالق نے کیا یہ فضل ہم پر اپنا ۔۔۔ احمدؐ بھیجا شفیع محشر اپنا
میزان قیامت سے نہیں خوف ہمیں ۔۔۔ ہے تجھ پہ اپنے وہ پیمبر اپنا
(۳)
کیا نام علیؓ ہے واہ وا واہ ۔۔۔ ہے نام خدا یہ نام واللہ
اس نام سے ہر مہم ہے آساں ۔۔۔ کوہ آئے جو سامنے تو ہو کاہ
(۴)
کیا چیز عجب ہے یہاں کیا دیکھوں ۔۔۔ ہاں احمدؐ مختار کا روضہ دیکھوں
ملک تبیل میں کیا اور مری خواہش کیا ۔۔۔ اللہ دکھائے تو مدینہ دیکھوں
(۵)
ہر قطرہ میں موجزن ہے دریا مجھ کو ۔۔۔ ہر ذرہ پہ مہر کا ہے دھوکا مجھ کو
ہر خار دکوہ و دشت و گلشن ہر شے ۔۔۔ وحدت کا دکھاتی ہے تماشا مجھ کو
(۶)
اے باد صبا اسے مدینہ پہونچا ۔۔۔ اس مشت غبار کو مدینے پہونچا
اتنی ہی تمنا ہے کہ گرتے پڑتے ۔۔۔ جس طرح سے ہو سکے مدینے پہونچا

رموز عشق

وہ چھری تیز ہو جس سے میرا محبوب مجھے ہلاک کرے تاکہ اسکے ہاتھ دیر تک میری گردن کو لگتے رہیں۔

اگر محبت کا دعوے ہی تو ہلاک ہوتے وقت نہ تڑپ بلکہ اس درد کو خوشی سے قبول کر۔

محبوب کی ہر چیز میٹھی معلوم ہوتی ہے چاہے وہ زہر ہی کیوں نہ ہو

اگر پروانہ بننے کا شوق ہے تو گرمی محسوس کرکے واپس نہ لوٹ بیخوف اندر جا کر دولھا بنجا۔

جو جلتے ہیں وہی جانتے ہیں باقی سب تاریکی میں ہیں۔ سینہ میں آگ سلگا کر سب کچھ دیکھ لے۔

ابھی کانٹا چبھنے سے تیرا خون نکل آتا ہے تو محبت کے تیر دلکو کیونکر برداشت کریگا اسلئے ابھی تیرا شوق محبت ہی بیجا ہے تا حیات محبت کا غم کھائے جا۔ اگر تو مر گیا تو رشتۂ زندگی ٹوٹ جائیگا لیکن رشتۂ محبت ہمیشہ کے لئے استوار ہو جائیگا۔

تصبر میں راحت ہے۔ سنجیدہ نگاہوں سے دیکھا کر صبر صرف زبان تک محدود نہیں ہے۔

مشتاق زہر پینے کے عادی ہوتے ہیں وہ تو جہاں زہر دیکھتے ہیں وہیں بیٹھ جاتے ہیں حالانکہ وہ اسکے تلخ ذائقہ اور قاتل اثر سے واقف ہوتے ہیں۔

متفرقات :- (۱) جشن سلطان سابق حضرت شاہ حبیب حیدر قلندر کا فاتحہ سالانہ حسب دستور ۲۰ اپریل بروز شنبہ بکیہ شریف بعد نماز مغرب ہوا۔ بہت سے مریدین و متوسلین ۔۔۔

آہ منن میاں

مضامین کتابت کیلئے لکھنؤ بھیجے جارہے تھے کہ جناب مولانا شاہ تقی حیدر قلندر عرف منن میاں کی رحلت کی خبر ملی یہ حادثہ سنگین ۲۰ اپریل سنہ ۴۰ء بروز یکشنبہ صبح ۳ بجے پیش آیا انا للہ وانا الیہ راجعون ہم دلی رنج و افسوس سے اسوقت یہ خبر درج اخبار کر رہے ہیں۔ آئندہ اشاعت میں اس دردناک حادثہ کے بابتہ پھر عرض کرینگے۔ (اڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۷ | کاکوری، چہارشنبہ یکم مئی سنہ ۱۹۴۰ء | نمبر ۱

اخبار کا سال نو

خدا کا شکر ہے ہزاروں بار، لاکھوں بار کہ آج کاکوری اخبار (دور ثانی) اپنے چار سال ختم کرکے پانچویں سال میں قدم رکھ رہا ہے۔ اس چار سالہ زندگی میں آپکے وطنی خادم نے اچھی یا بری جو خدمت وطن کی کی ہے اُسکا فیصلہ ناظرین کرام ہی کرسکتے ہیں۔

اس مختصر مدت حیات میں ہمارے ارباب وطن نے اپنے وطنی خدمت گذاری کی خدمات کے متعلق جن ہمت افزا الفاظ سے یاد فرمایا اُس نے ہمارے حوصلہ و مستعدی کو قائم رکھتے ہوئے آئندہ بھی خدمت وطن پر آمادہ و تیار رہنے کی ہمت و جرأت دلائی اور ہم بجائے خود بھی اپنی اس کامیابی پر مسرور ہیں کہ باوجود حوادث و آلام اور دشواریوں و دقتوں کے اخبار کی جانب ذوق و فکر سے متوجہ ہے لیکن اسکا قلق اور افسوس ضرور ہے کہ ہمارے اہل وطن نے اُن توقعات کو پورا نہیں کیا جنکی اُن سے اخلاقی طور پر امید ہوسکتی تھی۔ تاہم ہم کو اسپر فخر و مباہات کرنا چاہیے کہ اپنے ضمیر کی صفائی اور ایمان کی پاکیزگی کیساتھ باوجود ارباب وطن کی بے توجہی اور عدم تعاون کے خدمت وطن کو اپنا فرض سمجھ کر حسب ذوق و امکان سے کرتے رہے اور اللہ جل شانہ سے دست بستہ عرض ہے کہ رب العالمین آئندہ بھی استقلال سے خدمت وطن پر آمادہ و مستعد رکھے آمین ثم آمین

اپنے چار سالہ دور حیات میں اخبار نے کیا ترقی کی؟ اسکا جواب نفی میں دینے کے سوا اور ہم کیا کہیں جبکہ ہم کو اسکا اعتراف ہے کہ ہم اپنے عزم و حوصلہ کے مطابق اخبار کو اس معیار پر لانے سے قاصر رہے جو ہمارا مطمح نظر تھا۔ ایسا کیوں ہوا؟ اسکا جواب تلخ ہے۔ انتہائی افسوس کے ساتھ اسکا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ بے حد محنت و جانفشانی کے بعد روانگی اخبار کے وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ سو سوا سو سے زیادہ پرچے روانہ نہیں ہوئے کیونکہ خریداروں سے زیادہ نادہندوں کی فہرست ہے جو متواتر اخبار لیتے اور متعدد یاد دہانیوں کے باوجود چندہ سے اخبار کی معاونت کرنا گوارا نہیں کرتے۔ حالانکہ ارباب وطن کا یہ فرض ہے کہ ہم کو صحیح راستہ بتلانے اور خدمت وطن کے خیال کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی طرح کی امداد سے دریغ نہ کریں۔ خبروں کے مہیا کرنے میں جو کد و کاوش ہمکو کرنا پڑتی ہے اُسکو ہم ہی خوب جانتے ہیں۔

اخبار کی زندگی اشتہارات سے ہوا کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ کاکوری اخبار کو اشتہارات کہاں سے مل سکتے ہیں جبکہ یہاں کوئی کاروبار ایسا نمایاں نہیں اور کاکوری کا معیار ترقی ہمیشہ ملازمت رہا ہے یہاں کے لوگ کاروباری زندگی کیسے بسر کرسکتے ہیں کہ کسی تجارت کو شروع کرکے فائدہ اُٹھائیں۔ خلاصہ یہ کہ یہاں قصبہ میں جو کچھ کاروبار ہے وہ غیر تعلیم یافتہ طبقہ کے ہاتھوں میں ہے جو اس کو جانتے بھی نہیں کہ اشتہار دیکر کیونکر فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے۔ ساتھ ہی نہایت رنج و افسوس سے یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ارباب وطن کی وہ خصوصیات ہمدردی جو کبھی قصبہ کیلئے طرۂ امتیاز سمجھی جاتی تھی اب بالکل مفقود ہے یہ ناممکن ہے کہ کوئی غریب بھائی تھوڑے سرمایہ سے کوئی کام کرے تو اسکے یہاں سے سامان خرید کر نہ صرف اُسکی ہمت افزائی کریں بلکہ پیسہ دوسرے فائدہ کے بجائے غیر کو دینے کے اپنے ہی بھائی کی جیب میں رکھیں

[illegible]

اسی سلسلہ میں ہم کو یہ کہنا پڑتا ہے کہ اکثر لوگوں کی زبان سے یہ کہتے سُنا گیا کہ اخبار کا چندہ بہت زیادہ ہے۔ بیشک یہ اعتراض ایک حد تک صحیح ہے اور اخبار کی حیثیت کے لحاظ سے ہم کو اسکا اعتراف بھی ہے لیکن وہ لوگ جو باوجود استطاعت کے زیادتی چندہ کی شکایت کرتے ہیں وہ ہر پہلو پر غور تو کریں کہ چندہ میں کمی کیے جانے کی کیا صورتیں ہیں۔ خریداروں کی تعداد زیادہ ہونے سے نہ صرف چندہ میں کمی کی جا سکتی ہے بلکہ اخبار کے ظاہری و معنوی حیثیت میں بھی ترقی ہو سکتی ہے۔ کاکوری اخبار کی زندگی کا مدار صرف چندہ پر ہے وہ بھی پورا وصول نہیں تو سنبھلا تمام ذمہ داریوں کے اخبار کی مالی امداد یا نقصانات کو بھی غریب ڈیٹر اپنے پاس سے پورا کرتا ہے

بقایا کی رقم اتنی کثیر ہے اور نادہندوں کی فہرست اتنی طویل کہ اگر ناظرین کرام کو بتائی جائے تو بیشتر وہ معاونین جنکو اخبار کے ساتھ دلی لگاؤ ہے تعجب کریں گے اور ارباب وطن کی غیر اخلاقی طرز عمل پر انتہائی تاسف ہوگا۔

آخر میں ہم اپنے معزز ناظرین کا عموماً اور اُن مخلصین کا خصوصاً جو اخبار کی ظاہری و معنوی ترقی کے دل سے خواہاں رہتے ہیں۔ دلی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُنھیں کی ہمدردیوں کے بل بوتے پر اخبار کی زندگی ہے اور خاکسار اڈیٹر کی قدردانی و ہمت افزائی۔

انصاف

(از حسن ابن ضیا صاحب علوی ضیا کاکوروی)

عشق کہتے ہیں جسے ہے یہ وہی شاید ۔۔۔ خود بخود دل میں ہے اک شخص سمایا جاتا

وہ مالن تھی اُسکا باپ رام دین ٹھاکر ہری سنگھ کے باغ کا مالی تھا وہ دن بھر پھول چنتی اور شام کو ہار بناتی اور رات کو اپنے باپو کی خدمت کرتی تھی۔ وہ حسین تھی اور سندری کے نام سے پکاری جاتی تھی۔ وہ کیا تھی؟ صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ اُسمیں اس بلا کی کشش تھی جو ہر ایک کو اپنا متوالا بنا لیتی گویا وہ مثل ایک ایسے چراغ کے روشن تھی جسپر سیاہ پردہ ڈالدیا گیا ہو اور اوپر سے سرخی مائل روشنی نظر آتی ہو۔

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ۔۔۔ جوانی کی راتیں مرادوں کے دن

اُسکے بچپن نے اب جوانی کا روپ بدلا تھا جس نے اُسکے بچپن کے چلبلے پن کو ختم کر دیا۔

(۲)

ٹھاکر صاحب کے چوپال میں آج بہت جشن تھا ان کا لڑکا رجپال آج تعلیم سے فارغ ہو کر شہر سے دیہات آ رہا تھا۔ گاؤں ریلوے اسٹیشن سے دور تھا۔ پُرانا رتھ بھیا کو لینے گیا تھا۔ ابھی رتھ دروازے پر رُکنے بھی نہ پایا تھا کہ تمام لوگ دوڑ پڑے۔ پھولوں کی نچھاور دیسوں کی بارش ہونے لگی۔ سب کے ساتھ بڈھا مالی بڑھا۔ وہ ڈرا اور گرتے گرتے بچا۔ سندری نے باپو کے ہاتھ سے لیکر بھیا رجپال کے گلے میں ہار چھوڑ دیا۔ دو آنکھیں اُٹھیں اور پھر جیسے جھک گئیں دل نے آنکھوں سے کہی آنکھوں نے اُسے کہدی ۔۔۔ بات چل نکلی ہے اب دیکھیں کہاں تک پہنچے

رات آئی کیسی رات مریض عشق کیلئے پہاڑ سی رات رجپال تھکا تھا لیٹنے کو لیٹ رہا لیکن بھلا آنکھوں میں نیند کہاں؟ تمام تدبیریں کر ڈالیں سیکڑوں کروٹیں بدل ڈالیں لیکن نیند نہ آنا تھا نہ آئی۔ اُسکے دماغ میں مسلسل سوالوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔

(۳)

وہ کون تھی؟ مجھے وہ کیوں رہ رہکر یاد آ رہی ہے؟ بڈھا مالی بھی ساتھ تھا؟ وہ اُسی کی لڑکی ہوگی لیکن میں نے اُسے اس سے پہلے بھی دیکھا تھا۔ وہ بالکل بدل گئی ہے تب یہ بات یہ آن نہ تھی۔ کس طرح اُس نے شرماتے لجاتے میرے گلے میں ہار ڈالا اور کس غضب کی مسکراہٹ تھی وہ فوراً ہار پہنا کر بھاگ گئی؟ یہی سوچتے سوچتے صبح ہو گئی اور رجپال جو علی الصباح اُٹھنے کا عادی تھا باغ کی سیر کیلئے چلا گیا۔

(۴)

مینہ کھل کر برس چکا تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ باغ کی روشیں دھل کر صاف اور شفاف ہو گئی تھیں اور برف کی طرح چمک رہی تھیں۔ پھولوں کی دل بہلانے والی لطیف خوشبو نسیم تازہ کے ساتھ مخلوط ہو کر عجب کیفیت پیدا کر رہی تھی درختوں کی

پتیوں سے مینہ کی بوندوں کے ٹپ ٹپ گرنے کی آواز سے موسیقی سا خوشگوار ترانہ پیدا تھا۔ مطلع صاف ہوتا جاتا تھا اور سورج کی روشنی درختوں کی پتیوں سے چھن چھن کر آرہی تھی سہ

چلے سپر سے تھکے جو اُسکے پاؤں بیٹھا اک جا پہ دیکھ ٹھنڈی چھاؤں

جلنے بیٹھے بیٹھے کتنی دیر ہو گئی نظر جو اُٹھائی تو سامنے سندری کھڑی تھی بہت دیر تک رجپال اُسکے جمال میں محو رہا۔ حسن کا رعب چھایا ہوا تھا اور بولنے کی ہمت نہ پڑتی تھی اسیطرح بہت دیر تک وہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہے آخرش رجپال اُٹھ کھڑا ہوا اور وہ شرما کر باغ بھر میں دوڑتی پھرتی تھی جیسے کوئی تتلی پھولوں کے کنج میں لیکن ایک کلی آخر کب تک ناشگفتہ رہ سکتی ہے؟ آفتاب کی زریں کرن رفتہ رفتہ اُسکی خوشبو اور حسن کے خزانے کو نمایاں کردیتا ہے یہی حالت اسوقت سندری کی تھی، بہار حیات کی آمد نے اُسکے حسن دلآویز میں ریحان شباب کی روح پھونک دی تھی اور اُس کو اب لڑکی سے دوشیزہ نازنین کی صورت میں مبدل کردیا تھا حیرت انگیز تغیر نے اسکے طفلانہ کھیل کود کا زمانہ ختم کردیا اور نسائیت کی ایک غیر معلوم خودداری و متانت اُسکو لئے ہوئے تھی۔ ایک حیرت انگیز سحر کاری اُسکے سادہ و بے لوث تبسم میں پائی جاتی تھی اور ایک حسن دلفریب اُسکی سیاہ چمکدار آنکھوں میں تھا اور شباب کا ناقابل ضبط جوش اُسکو نچلا نہ بیٹھنے دیتا تھا۔ خدا کی شان ہے جہاں طبیعت کسی پر آئی قیامت آئی۔ اسمیں چھوٹے بڑے امیر وغریب کسی کا اجارہ نہیں محبت جسکا نام ہے یہ انسان تو اشرف المخلوقات ہے حیوان تک میں ہوتی ہے اور ایسی ہوتی ہے کہ ہر جگہ اپنا رنگ الگ دکھا دیتی اور بغیر اپنا سکہ جمائے نہیں رہتی۔

(۵)

ٹھاکر صاحب پرانی وضع کے زمیندار تھے وہ ابھی ایسے بڈھے بھی نہ تھے بیس سال کی عمر میں بیاہ ہوا اور بیاہ کے دوسرے ہی سال رجپال کی ولادت ہوئی جسکی اب عمر بیس سال کے لگ بھگ تھی اس حساب سے ٹھاکر صاحب چالیس سال کے لگ بھگ ضرور رہے تھے۔ سندری کا شباب تھا۔ سولہ سال کی عمر تھی اُسے دیکھکر کئی بار ٹھاکر صاحب کا جی اپنا ٹھکانا چھوڑنے پر آمادہ ضرور ہوا شرافت و جذبات میں جنگ ہوئی آخرکار جذبات شرافت پر غالب آئے اور مصاحبین کے مشورہ سے بڑھے مالی کو دور دیگر بھیجا گیا تاکہ اکیلے میں دلی ارمان سندری کے ساتھ نکالنے کا موقع ملجائے۔ آہ! بیچاری سندری ان سب باتوں سے بے خبر دن بھر کام کرتی رہی۔ روتے ہوئے باپ کو بدا کیا۔ دور جاکر جھونپڑی میں لیٹ رہی۔ دن میں کسی نہ کسی بہانہ سے رجپال کے درشن کئے لیکن ہر مرتبہ پہلے سے زیادہ ٹھاکر کو متوجہ پایا کہنے کی ہمت نہ تھی لیکن آنکھیں و چہرہ جو دل کا آئینہ ہیں سب کچھ بتا رہی تھیں۔

(۶)

ایک فیر کی آواز تھی جو سُنائی دی اور جس نے سب کو چونکا دیا رجپال نے کھینچ لیا اور آواز پر چلا باغ کے اندر پہونچا جھونپڑی کے قریب آوازیں سُنائی دیں۔ اپنی بیٹری جلا کر دیکھا! تو منظر کچھ اور ہی نظر آیا سندری کونے میں سہمی کھڑی تھی اور دو آدمی اُسپر حملہ آور تھے۔ ایک شرافت و احساس فرض تھا جو رجپال کو وہاں لے گیا وہ سب کچھ سمجھ گیا۔ ایک فیر کیا آدمی تڑپ کر گرا کیا دیکھا آہ! وہ نظارہ جو کسی دشمن کو بھی خدا نہ دکھائے۔ ٹھاکر صاحب کا جسم خون سے تر تھا۔ اُسکے بعد اُسے ہوش نہ رہا لیکن دو فیر اور ہوئے اور ٹھاکر کے ساتھ سندری و رجپال کا مردہ جسم بھی ہم آغوش تھا......

ایسے سیکڑوں واقعات روزانہ ہوتے رہتے ہیں اور مظلوم کنواری لڑکیاں زمینداروں کے بے رحم ہاتھوں کا شکار ہوتی رہتی ہیں۔ اپنے منصفوں سے کہدو کہ اگر وہ سزا دینا نہیں چھوڑ سکتے تو پھر انصاف کا نام نہ لیں یا یہ کہدیں کہ انصاف وہ ہے جو پیسوں سے خریدا جائے اور جسکا دوسرا نام ظلم ہے جبتک مظلوم اُسکے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے پر قادر نہ ہو وہ سزا دیں کیونکہ تہذیب کی دنیا میں اُنکا کام ہی یہی ہے مگر وہ یہ کیوں کہتے ہیں کہ دوسروں کو اس سزا سے عبرت ہونی چاہئے۔ اگر عبرت کے کچھ بھی معنی ہوتے تو اب تک دنیا سے جرم و گناہ کا وجود اُٹھ گیا ہوتا۔ اپنے مدعیان مذہب سے کہدو کہ وہ سروں پر عمامہ اور جسموں پر

عجیب البیئت لبادے پہنکر اپنے آپ کو جنت کی وضع قطع سے سنواریں مگر خدا اور اُسکے انصاف کو کیوں بدنام کرتے ہیں اسی طرح کسی کو دھوکا دینے کی ضرورت ہی کیا ہے جب وہ یوں بھی اُسکے پنجۂ اقتدار سے باہر نہیں۔

فہرست طلباء قصبۂ کاکوری جو ۱۹۴۰ء کے امتحانات میں شریک ہوئے

۱۔ محمد ابن علی علوی (تاڑتلہ)، ایل ایل بی (سال اول)، مسلم یونیورسٹی علیگڈھ
۲۔ سید اختر حسین ہاشمی (بستی رام کٹرہ)، ایم اے 〃 〃 آگرہ
۳۔ اخلاق احمد علوی (باڑلی)، بی اے آنرز لکھنؤ یونیورسٹی
۴۔ یونس حسین (تاڑتلہ)، ایم اے (سال اول) 〃 〃
۵۔ احمد علی صدیقی (ساگر) 〃 〃 〃 〃
۶۔ لچھمن پرشاد (بستی رام کٹرہ) 〃 〃 〃 〃
۷۔ ظہیر احمد علوی (باڑلی) بی اے (فائنل) آگرہ 〃
۸۔ رفیق احمد علوی 〃 〃 〃 لکھنؤ 〃
۹۔ محمد شفیع علوی (احاطہ رحیم باسط) 〃 〃 〃 〃
۱۰۔ امین الدین علوی (مولوی محلہ) 〃 (سال اول) عثمانیہ 〃
۱۱۔ اوصاف علی عباسی (قلعہ) 〃 〃 〃 〃
۱۲۔ حسن ابن ضیا علوی (تاڑتلہ)، ایف اے (فائنل)، کرسچین کالج الہ آباد
۱۳۔ سید اسرار عالم (دلی نگر) 〃 〃 〃 لکھنؤ
۱۴۔ محمد واصف علوی (ترچھیہ تلہ) 〃 〃 〃 〃
۱۵۔ لئیق الدین علوی (مولوی محلہ) 〃 〃 〃 〃
۱۶۔ علاء الدین کرمانی (تاڑتلہ) 〃 〃 〃 〃
۱۷۔ اکبر علی علوی 〃 〃 〃 〃 الہ آباد
۱۸۔ مکرم علی عباسی (قلعہ) 〃 〃 عثمانیہ یونیورسٹی
۱۹۔ احتشام علی عباسی (احاطہ غلام جیلانی) 〃 〃 کرسچین کالج آگرہ
۲۰۔ محتشم الدین علوی (مولوی محلہ) 〃 〃 پرائیویٹ
۲۱۔ کمال الدین علوی (تاڑتلہ) 〃 (سال اول)، کرسچین کالج لکھنؤ
۲۲۔ حسن کمال عباسی (قاضی گڈھی)، ایف اے (سال اول)، کرسچین کالج لکھنؤ
۲۳۔ سرور الدین علوی (مولوی محلہ) میٹرک (فائنل) 〃 〃
۲۴۔ محمد سردار علی عباسی (قلعہ) 〃 〃 عثمانیہ یونیورسٹی
۲۵۔ افضال احمد علوی (باڑلی) 〃 〃 اسلامیہ ہائی اسکول۔ لکھنؤ
۲۶۔ ذکی علی علوی (ترچھیہ تلہ) 〃 〃 〃 مین پوری
۲۷۔ نثار احمد علوی 〃 〃 〃 انٹرمیڈیٹ کالج کانپور
۲۸۔ عبدالوالی علوی (کوٹھی تلہ)، بی اے جی (سال چہارم)، ناگپور یونیورسٹی
۲۹۔ محمد اشہر (دگہ محل) 〃 〃 کانپور، آگرہ 〃
۳۰۔ معین احمد علوی (ترچھیہ تلہ)، ڈی آئی ٹی (سال دوم) آرٹ اسکول لکھنؤ
۳۱۔ تمکین الدین علوی (مولوی محلہ)، طب (سال چہارم) یونانی میڈیسن بورڈ 〃
۳۲۔ آنسہ قدسیہ بیگم (نواسی منشی اعجاز حسین)، (ترچھیہ تلہ)، نواں (انگریزی) نسواں اسکول اورنگ آباد (حیدر آباد دکن)

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزا احباب وجملہ اہل وطن سے گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں۔ (ایڈیٹر)

موسم:۔ دن کو ابھی خاصی گرمی ہوتی ہے۔ دھوپ میں کافی تیزی پیدا ہو گئی ہے لیکن ابھی تک ہوا میں گرمی پیدا نہیں ہوئی۔ گذشتہ عشرہ میں دو ایک دن دوپہر کو گرم ہوا چلی تھی۔ رات کو ابھی خنکی ہوتی ہے اسکا سبب غالباً یہ ہے کہ ۱۰ اپریل کو مغرب کے کچھ دیر بعد بہت تیز آندھی آئی تھی اور کچھ دیر زور کا پانی برسا تھا۔ آندھی سے فصل ثمر کو نقصان پہونچا اور بکثرت کیریاں گریں۔ جو باغات اسوقت تک فروخت نہیں ہوئے تھے اُنکی قیمت گھٹ گئی۔

آب و ہوا:۔ چیچک کی شکایات عام طور پر سُنی جا رہی ہے۔ بعض بچوں کے بڑی چیچک نکلنے کا بھی حال معلوم ہوا ہے اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ و مامون رکھے۔

مسلم لیگ:۔ قائد اعظم ملت اسلامیہ مسٹر محمد علی جناح کے حسب الحکم

ضلع مسلم لیگ لکھنؤ کے زیر اہتمام قصبہ کاکوری میں بمقام مولوی محلہ (پیش صحن کوٹھی مولوی زکی الدین خاں مرحوم) حسب اعلان اشاعت گزشتہ ایک عظیم الشان جلسہ "یوم آزادی" کے سلسلہ میں زیر صدارت مسٹر انوار الحسن ایڈوکیٹ صدر ضلع مسلم لیگ منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے اعلان نے جو مسلم نیشنل گارڈ نے کئی دن مسلسل تمام قصبہ و بیرونجات میں گشت کرکے کیا تھا عوام میں بہت زیادہ جوش و خروش پیدا کر دیا تھا اسلئے کاکوری مسلم لیگ نے ضلع کے اس جلسہ کو ہر طرح سے کامیاب بنانے کیلئے اپنی جانب سے لاوڈ اسپیکر کا انتظام کر دیا تھا اور اسکو کوٹھی کے بلند ترین حصہ پر نصب کیا گیا تھا تاکہ شرکاء جلسہ کے علاوہ دو دو تین تین میل تک کے مسلمانوں کو مسلم لیگ کا پیغام پہونچ سکے کیونکہ قرب و جوار کے مواضعات سے لوگ اپنے کھلیانوں کی حفاظت کیوجہ سے جلسہ گاہ میں نہ پہونچ سکتے تھے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ اگر لاوڈ اسپیکر کا انتظام نہ ہوتا تو مجمع تک جو اسقدر کثیر تھا مقررین کی آواز کا پہونچنا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتا۔ کاکوری میں یہ پہلا موقع تھا کہ لاوڈ اسپیکر کا انتظام کرنا پڑا اور اس سے مسلمانوں کی بیداری کا اظہار ہوتا ہے۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی اور مولوی احسن مجتبےٰ نے نہایت خوش الحانی سے ایک رکوع تلاوت کیا اسکے بعد نظموں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اولاً حافظ محمد رؤف خاں نے ایک نظم پڑھی۔ پھر حاجی محمد حسن صاحب علوی نے مرغوب احمد مظلوم کے مسدس سے چند بند نہایت موثر طریقہ پر سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ نظموں کے بعد منشی سید حسن صاحب امیٹھوی جوائنٹ سکریٹری ضلع مسلم لیگ نے مختصر تقریر کے ساتھ اس رزولیوشن کو جسکو لاہور کے تاریخی سالانہ سیشن میں بالاتفاق پاس کیا گیا تھا پڑھکر حاضرین کو سنایا جسمیں ہندوستان کو دو حصوں یعنے مسلم انڈیا اور ہندو انڈیا میں تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ رزولیوشن کی تائید میں مولانا حکیم وزیر حسن صاحب لکھنوی اور مولانا مفتی عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی نے تقریریں کیں۔ بعدہ مسٹر انوار الحسن صاحب نے اپنی پرجوش تقریر میں رزولیوشن کی وضاحت کرتے ہوئے اسکے ہر پہلو پر روشنی ڈالی اور اس غلط فہمی کو رفع کرنے کی کوشش کی کہ تقسیم ہند کے بعد اقلیت والے حصوں سے مسلمانوں یا ہندوؤں کو ہجرت کرنا پڑیگی اور حاضرین کو ذہن نشین کرایا کہ جو جہاں اب ہے وہیں رہیگا۔ تقریروں کے بعد جلسہ ختم ہونے سے قبل سکریٹری کاکوری مسلم لیگ نے نیشنل گارڈ کو انعامات دیئے جانے کا اعلان کیا بعض مخلصین لیگ نے مسلم نیشنل گارڈ کی خدمات سے متاثر ہو کر کچھ نقرئی تمغے اور ایک نقرئی کپ مسلم لیگ کو عطا کئے ہیں کہ وہ اپنی جانب سے اراکین نیشنل گارڈ کو تقسیم کرے۔ اور جناب صدر سے استدعا کی کہ وہ اپنے دست مبارک سے انعامات عطا فرمائیں چنانچہ نو تمغے اور ایک کپ حسب ذیل لوگوں کو دیا گیا۔ عید الضحیٰ میں خدمات کے سلسلہ میں:۔ منیر الدین۔ محمد کامل خاں۔ حافظ رضی محمد۔ سید قمر علی۔ محمد رفیع۔ قاضی ارشد علی۔ منیف الدین نے اپنا انعام کسی بہتر خدمت کرنیوالے کو دیے جانے کی پہلے ہی سے درخواست کی تھی کہ وہ قومی خدمت کا کوئی معاوضہ لینا نہیں چاہتے لہذا منیف الدین کا تمغہ نصرت علی کو جنھوں نے قربانی کی کھالوں کو جمع کرکے دفتر پہونچانے میں بڑی کوشش کی تھی دیا گیا۔ ایک تمغہ محمد ولی کو ترانہ خوش الحانی سے پڑھنے اور ہر موقع پر مسلم لیگ کے کاموں میں دلچسپی لینے اور خدمات انجام دینے کے سلسلہ میں دیا گیا۔ ایک تمغہ حافظ محمد ایوب کو انکی بعض قابل قدر خدمات کے معاوضہ میں دیا گیا۔ نقرئی کپ سب سے زیادہ تعداد میں ممبر سازی کرنے کے صلہ میں کاکوری مسلم نیشنل گارڈ نے حاصل کیا۔

رزولیوشن پر تقاریر سے قبل مسٹر محمد عارف بی اے کو جو کانگریسی خیال کے نوجوان ہیں اظہار خیال کا موقع دیا گیا تھا جنھوں نے مسٹر گاندھی کے ایک مضمون پر جو پاکستان اسکیم کی مخالفت میں اخبار ہریجن میں چھپا تھا۔ مسٹر گاندھی کے خیالات کو لغو اور پاکستان اسکیم کو مسلمانوں کیلئے موزوں و مناسب کہا۔ مجمع اتنا کثیر تھا کہ اسکا صحیح اندازہ مشکل تھا۔ پورا صحن اور کوٹھی کے نیچے تک اجتماع تھا۔ کوٹھی کے وسیع برآمدہ کے علاوہ اوپر چھت تک مستورات کا قبضہ تھا جنکی تعداد بھی صحیح طور پر نہیں بتلائی جا سکتی۔ بہرکیف جلسہ ہر حیثیت سے بہت کامیاب رہا۔ اور مسلم نیشنل گارڈ نے اتنے بڑے مجمع کو پورے طور پر قابو میں رکھا کسی قسم کی کوئی بدنظمی وغیرہ نہیں ہونے پائی۔

(رپورٹر)

معاودت وطن:- حسب ذیل حضرات بسلسلہ تعطیلات موسم گرما اور ختم امتحانات وطن آئے ہیں:- مولوی حامد حسن علوی مع متعلقین اورنگ آباد سے۔ مولوی حنیف الدین علوی مع متعلقین جالندھر سے۔ عبدالوالی ناگپور سے۔ محمد شہیر کانپور سے۔

ولادت:- سنا ہے کہ حافظ محمد ظہور صاحب (شیخ سعدی محلہ) کے یہاں ۲۵ اپریل سنہء کو نواسہ پیدا ہوا ہے جسکا مختون ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

پست اقوام کا جلسہ:- ۱۸ اپریل سنہء کو بوقت شام آنجہانی لالہ مہیت رلے کے مکان کے سامنے والے وسیع چبوترہ پر ایک بہت بڑا جلسہ زیر صدارت لالہ پراگ دت متوال کانپوری انعقاد پذیر ہوا تھا جسمیں متعدد سچوت اچھوت لیڈروں نے شرکت کی تھی ڈاکٹر مانک چند جاتو ایم ایل اے (آگرہ) مسٹر امراؤ سنگھ سکرٹری ہندو سچوت لیگ لکھنؤ۔ پنڈت چندرکا پرشاد جگیاسو مسٹر اشرفی لال دہنوی۔ پریسیڈنٹ انجمن مہتران لکھنؤ۔ اور مسٹر رامچندر ارا ہتیا سکرٹری آل انڈیا ہرجی مہاسبھا۔ مسٹر لوٹن رام ٹھیکہ دار لکھنؤ پریسیڈنٹ یوپی کوری سبھا اور ضلع لکھنؤ آدی ہندو سبھا۔ مقررین نے اپنی تقریروں میں کاکوری و مواضعات کے اچھوت و سچوت بھائیوں کو اپنی اپنی تنظیم کرکے تعلیمی اور اقتصادی حالت کو سدھارنے کی تلقین کرتے ہوئے ٹاؤن ایریا الیکشن میں اپنی جاتی کے امیدواروں کو متحدہ طور پر ووٹ دیکر کامیاب بنانے کی ہدایت کی۔ ساتھ ہی یہ بھی سمجھایا کہ کسی کے بہکانے سے اپنے زمینداروں سے کوئی مناقشہ مول نہ لیں بلکہ زمینداروں سے تعلقات بہت اچھے رکھنا چاہئے جسمیں انکو بھی سکھ اور چین ہے اور زمیندار بھی مطمئن و خوش رہیگا جس سے ملک کا فائدہ ہے۔

دوران جلسہ میں اسکی اطلاع ملی کہ تینوں ہندو امیدواروں نے الیکشن لڑنے کا خیال ترک کرکے اپنی اپنی امیدواری سے استعفےٰ دیدیا ہے جلسہ میں اظہار مسرت کیا گیا اور تینوں پست اقوام کے امیدواروں کو صدر جلسہ کی جانب سے بلامقابلہ کامیابی پر ہار پہنائے گئے اور انکو کرسی پر بٹھایا گیا۔ آخر میں ڈاکٹر مانک چند نے اپنی تقریر میں مفید نصائح اور تکمیل تنظیم کی تلقین کے بعد اظہار افسوس کیا کہ اگر ان تینوں ہندو صاحبان نے اچھوت سچوت امیدواران سے مشورہ کے بعد استعفےٰ دیئے ہوتے تو زیادہ مناسب تھا۔ آخر میں بالاتفاق طے پایا کہ چونکہ یو۔پی لیجسلیچر میں کوئی کوری فرقہ کا ممبر نہیں ہے لہذا یہ جلسہ ہز ایکسیلنسی گورنر بہادر سے درخواست کرتا ہے کہ مسٹر لوٹن رام پریسیڈنٹ کوری سبھا کو یو۔پی لیجسلیٹو کونسل کی ممبری کیلئے نامزد فرمائیں۔ جلسہ میں مسلم لیگیوں نے بھی شرکت کی تھی اور بعض عہدہ دار مسلم لیگ بھی موجود تھے۔ (رپورٹر)

ٹاؤن ایریا الیکشن:- ۲۲ اپریل کاکوری میں انتخابات کے لئے مقرر تھی لیکن پہلے ۱۹ اپریل کو سابقہ تین ممبر (بابو شیو نرائن۔ بابو چندر بھال سنگھ و لالہ رگھناتھ) نے متفقہ طور پر طے کیے کہ تینوں نئے امیدواروں (رام رتن اہیر۔ سیکو اہیر۔ موہن چمار) کا مقابلہ کرنا اور الیکشن لڑنا مناسب نہ سمجھ کر استعفے داخل کردئے لہذا مذکورہ بعد نئے امیدواروں کے بلامقابلہ منتخب ہوجانے کا اعلان کردیا گیا۔ مسلمانوں میں منجملہ پانچ امیدواروں کے تین اشخاص نے اپنی امیدواری سے دستبرداری داخل کردی لہذا دو نئے امیدوار (مرزا سکندر بیگ قدر اور شیخ حشمت علی) بلامقابلہ منتخب ہوگئے۔ مسلم ممبر کی ایک جگہ خالی ہے جسکے لئے عنقریب کوئی تاریخ نامزدگی مقرر ہوگی۔ قاضی راشد علیخاں عباسی بی اے بھی بلامقابلہ چیرمین منتخب ہوگئے۔ کیونکہ منشی احترام علی علوی نے چیرمینی کی امیدواری سے ۲۰ اپریل کو استعفاء داخل کردیا تھا۔ اسطرح پر ۲۲ اپریل کی تاریخ یوں ہی گذر گئی اور کوئی ناگوار صورت نہیں پیدا ہونے پائی۔ (رپورٹر)

(ہم اپنے اہل وطن (ہندو اور مسلمانوں) کے بدل مشکور ہیں کہ انھوں نے جلد یا بدیر ہماری اپیلوں کا اثر لیا اور الیکشن کی کشمکش در سرکشی کی نوبت نہیں آنے پائی اور نہ صرف ناگوار حالات پیدا ہونے پائے بلکہ امیدواران زیر بار روپیہ سے بچے اور ٹاؤن فنڈ کا روپیہ بیکار ضائع ہونے سے بچگیا اور سب سے بڑی چیز آپس کے اختلافات کی خلیج کے وسیع تر ہوجانے کا جو اندیشہ کیا جاتا تھا وہ رفع ہوگیا۔ کچھ روز قبل یعنے نامزدگیوں سے پہلے اگر ہمارے اہل قصبہ نے ہماری اپیلوں پر توجہ کی ہوتی تو یہ تھوڑے مصارف بھی نہ ہوتے اور متفقہ طور پر طے کرکے ایک اچھا اور موزوں بورڈ قائم ہوسکتا تھا۔

تاہم جو کچھ اب ہوا وہ بھی بہتر ہوا اور ہم اپنے اہل وطن (ہندو اور مسلمان) کے دل سے مشکور ہیں بلکہ انکے ایثار و اخلاص پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انھوں نے ہمارے قصبہ کو الیکشن کے کشمکش سے بچا کر نہ صرف ضلع میں بلکہ تمام صوبہ میں ایک نمایاں حیثیت کا مظاہرہ کر دکھایا۔

زندہ باد اہل قصبہ کاکوری

ہم اس موقع پر اسکا اظہار بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اپنے ان محترم و مقدس بزرگوں اور مخلصین کا دلی شکریہ ادا کریں جنھوں نے خاکسار اڈیٹر کی درخواست و التجا کو منظور فرما کر نہ صرف الیکشن کی رسہ کشی سے بچایا بلکہ ضمیر کے خلاف اقدام کرنے سے محفوظ رکھا اور ۱۹ اپریل کو ۸ بجے رات کو بسبب خاطر اسیداری سے مستعفی ہو جانے کی اجازت عطا فرمائی۔ چنانچہ خاکسار نے ۲۰ اپریل کو اول وقت اصالتاً حاضر عدالت ہو کر اپنا استعفے ممبری ٹاؤن ایریا سے داخل کر کے قلبی سکون و اطمینان حاصل کیا۔ اسی دن شب میں اطلاع ملی کہ ۴ بجے سہ پہر کے قریب منشی احترام علیصاحب علوی نے چیرمینی سے اپنا استعفا داخل کرتے ہوئے منشی مشکور علی علوی اور حافظ محمد عنایت انصاری کے استعفے بھی پیش کر دیے تھے۔ (اڈیٹر)

صحت و تندرستی :- (۱) والدہ مولوی خلیل احمد عباسی کو اسطرف پھر شدید دورہ قلبی تکلیف کا ہو گیا تھا۔ یوں تو روزانہ ہی کچھ نہ کچھ تکلیف رہتی ہے اور اضمحلالی کیفیات طاری رہتی ہیں جسنے انکو بہت ضعیف و نحیف کر رکھا ہے اور جب انھیں شدائد پیدا ہو جاتے ہیں تو ضعف بہت بڑھ جاتا ہے چنانچہ کئی دن ہوے جو شدت پیدا ہوئی تھی اُسنے اور بھی کمزور کر دیا ہے۔ اللہ تعالے رحم فرمائے علاج جاری ہے۔

(۲) اہلیہ شاہ فصاحت علی کو قلبی شکایت میں اب سکون ہے اور طبیعت جان ہے۔ دوا کا استعمال برابر ہو رہا ہے۔

علالتیں :- منشی رفیق احمد علوی اطلاع دیتے ہیں کہ حکیم منشی حکیم الدین صاحب علوی فرخ آباد میں دو ماہ سے علیل ہیں۔ پیشاب میں خون آنے لگا تھا یونانی علاج سے خون آنا تو بند ہو گیا ہے لیکن پیشاب میں سوزش ابھی باقی ہے۔ دو مہینے کی مسلسل علالت نے بہت ضعیف کر دیا ہے باریتعالی صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔

(۲) اہلیہ شیخ شاہد علی (ملا ڈہرہ) کے متعلق دریافت ہوا کہ کئی ماہ سے سخت علیل ہیں اور لکھنؤ میں زیر علاج رہیں لیکن مرض میں کوئی تخفیف بظاہر نہیں معلوم ہوتی۔ پیٹ میں درد برابر رہتا ہے اور حرارت بھی بدستور ہے۔ اللہ رحم کرے اور مریضہ کو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ سنا گیا ہے کہ شیخ شاہد علی بھی اسطرف تیمارداری وغیرہ کی محنت اور زیر باری کے اثرات سے متاثر ہو کر بیمار ہو گئے تھے انکو تو اب افاقہ ہے لیکن اپنی اہلیہ کی علالت سے بہت متردد و متفکر ہیں۔

(۳) معلوم ہوا کہ بیوہ منشی واحد علیصاحب مرحوم (تالاب ٹولہ) عرصہ سے معدہ کی تکلیف میں مبتلا تھیں۔ اسہال کی شکایت تھی۔ اب کچھ روز سے بخار آنے لگا ہے اور کھانسی کی بھی تکلیف ہے۔ نقاہت و کمزوری اسقدر بڑھ گئی ہے کہ نقل و حرکت میں تکلیف ہوتی ہے حکیم عبد الحمید (لکھنوی) کا علاج ہے۔ اللہ تعالی صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔

(۴) یہ سنکر انتہائی تردد ہوا کہ مسٹر اقبال اطہر علوی آئی۔ سی ایس جوائنٹ مجسٹریٹ گھوڑے سے گر پڑے چوٹ شدید آئی تھی۔ اللہ جل شانہ جلد صحیح و تندرست فرمائے۔ اہلیہ منشی اطہر علی صاحب وہیں موجود تھیں۔ منشی اطہر علی صاحب بھی دہلی سے واپسی کے بعد چند روز کاکوری میں قیام کر کے اس خبر کو سنکر کرشن گدھہ (بنگال) تشریف لیگئے ہیں۔

حادثہ :- ۲۰ اپریل سنہ۴۰ء کو دفعۃً بذریعہ تار اٹاوہ سے اطلاع آئی کہ ناصر محسن خلف حاجی مولوی نور الحسن نیر مرحوم مولف نور اللغات کا ۱۷ اپریل کو غرق آبی کا حادثہ پیش آیا اور لاش باوجود تلاش کے اسوقت تک نہیں ملی ہے یہ خبر فوراً تمام قصبہ میں پھیلی اور دیر رات گئے تک اعزہ مرحوم کے مان اور بھائی کے پاس دریافت حالات کیلئے جاتے رہے۔ مرحوم کی عمر ۱۸ سال کی تھی اور بہت ہونہار اور سمجھدار صاحبزادہ تھے۔ حضرت نیر کو مرحوم سے بہت زیادہ انس تھا اور انکی تعلیم اپنی زندگی تک اپنی خاص نگرانی میں کی تھی والد کے انتقال کے بعد برادر بزرگ مولوی طاہر محسن نے مرحوم کو اعزہ و بزرگوں کے مشورہ سے اٹاوہ بغرض تعلیم بھیجا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہاں ایک دن مرحوم نہر کے آبشار پر بغرض تفریح اپنے احباب کے ساتھ گئے تھے

یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپکر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لال املی) کاکوری سے سید محمد مشیر الدین نے شائع کیا۔

میں جگہ پانے اور سب کو صبر و سکون عطا ہونے کی دعا کرتے ہیں۔